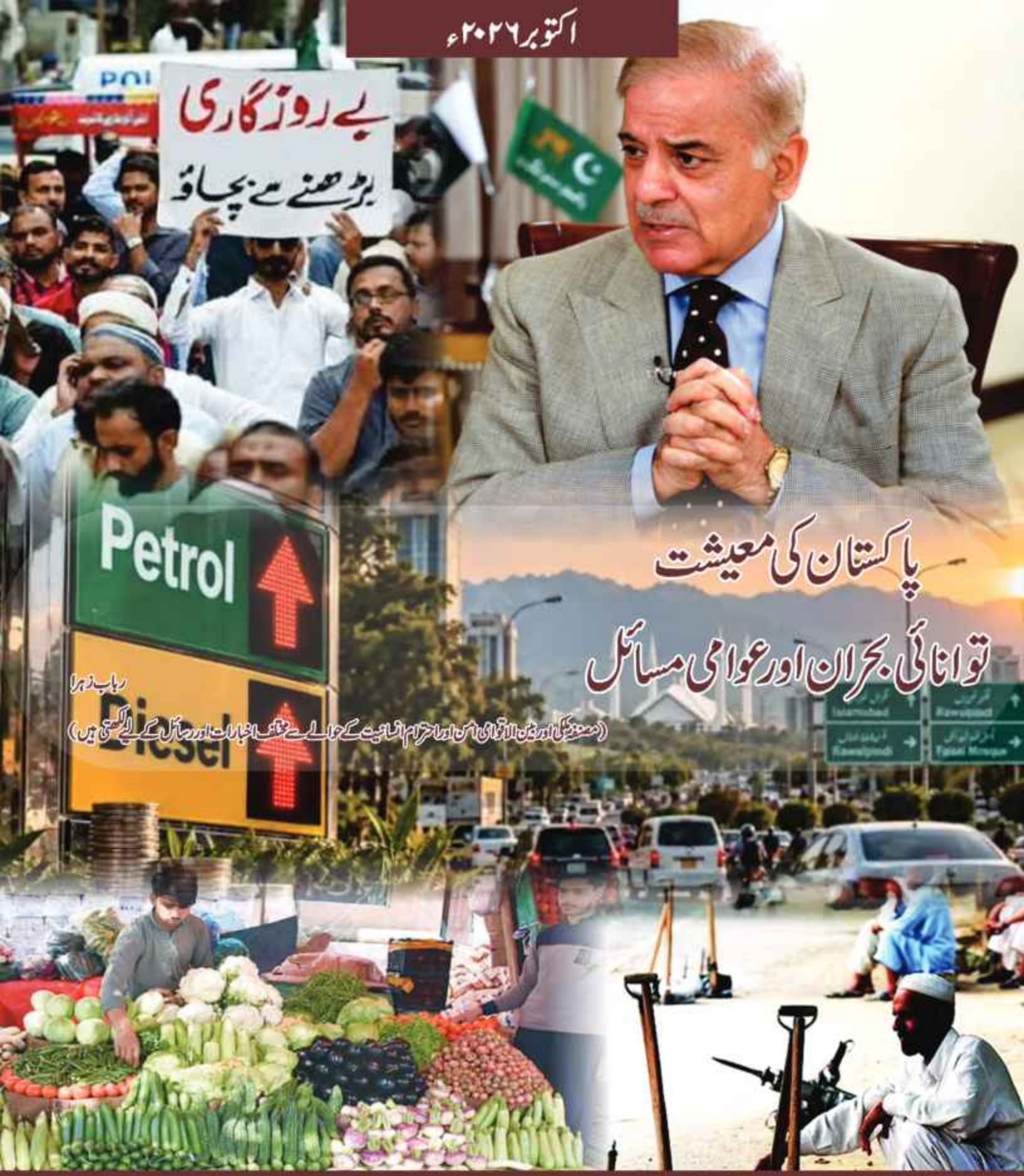


پاکستان کی معیشت
توانائی بحران اور عوامی مسائل

ریاب زہرا
(مصنفہ ملکی اور بین الاقوامی امن اور احترام انسانیت کے حوالے سے مختلف اخبارات اور رسائل کے لیے لکھتی ہیں)



دنیا کے موجودہ حالات میں ایک بڑا مسئلہ معاشی بحران کا ہے، جس میں ایران پر مسلط جنگ نے غیر معمولی اضافہ کیا۔ ایسے میں بھلا پاکستان جیسا ترقی پذیر ملک کیسے نہ متاثر ہوتا، لیکن حقیقت یہی ہے کہ پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک ان حالات سے پہلے بھی معیشت کے بحران میں مبتلا تھے، جس میں درآمدی وسائل سے توانائی حاصل کرنے والے کم ترقی یافتہ ممالک اپنے محدود وسائل اور لاتعداد مسائل کے ہاتھوں مشکلات میں گھرے ہوئے تھے۔ ایسے میں امریکہ، اسرائیل اور ایران کی جنگ نے بے تحاشا اضافہ کر دیا۔

بدقسمتی سے پاکستان ایک طویل عرصے سے معاشی بحران کا سامنا کر رہا ہے۔ اس کی وجوہات ماضی کی حکومتوں کی وقتی اور ناقص پالیسیاں بھی قرار دی جاتی ہیں، لیکن ''لمحۂ موجود'' میں مسئلہ بجٹ خسارے یا قرضوں تک محدود نہیں رہا، نہ روپے کی قدر کھونے پر الزام لگایا جا سکتا ہے، کیونکہ پاکستان اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے ترقی اور خوشحالی کی راہ پر پُرعزم انداز میں آگے بڑھنے کا خواہش مند تھا۔ ایسے میں ایندھن، بجلی کی قیمت، آٹے، دیگر خورد و نوش کی دستیابی اور مہنگائی کے دباؤ نے ہر پاکستانی کو متاثر کیا۔ یقیناً جب بجلی کا گھریلو بل، موٹر سائیکل کا پٹرول اور باورچی خانے کا راشن اچانک مہنگا ہو جائے تو پھر معاشی بحران صرف سرکاری اعداد و شمار تک محدود نہیں رہتا، بلکہ روزمرہ زندگی اور ہر کسی کا مسئلہ بن جاتا ہے۔

پاکستان کی سب سے بڑی کمزوری توانائی کے حصول کے لیے غیر ملکی ذرائع ہیں، کیونکہ یہ ضرورت درآمدی تیل اور دیگر توانائی ذرائع سے ہی پوری کی جاتی ہے۔ لہٰذا عالمی منڈی میں تیل کی قیمت بڑھے، روپے کی قدر میں کمی ہو یا خطے میں سیاسی کشیدگی رونما ہو — اس کے اثرات سے پاکستانی صارف محفوظ نہیں رہ سکتا، کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ صرف تیل کی قیمت بڑھنے سے زراعت، صنعت اور تمام کاروبار کی لاگت بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے کہ تمام تر سامان کی نقل وحمل گاڑیوں کے ذریعے ہی ہوتی ہے، جو ڈائریکٹ پٹرول اور ڈیزل کی مہنگائی سے مہنگی ہو جاتی ہے۔

صرف یہی نہیں، توانائی کے شعبے میں ایک بڑا مسئلہ بجلی کی قیمت اور گردشی قرضے بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر گزشتہ چند برسوں کا تجزیہ کیا جائے تو بجلی کی قیمتوں کے اضافے نے صرف گھریلو صارفین کو متاثر نہیں کیا، بلکہ صنعتوں کو بھی شدید دباؤ میں رکھا۔ اس سلسلے میں بجلی کی پیداواری لاگت کے علاوہ بجلی چوری، لائن لاسز، ناقص وصولی سسٹم ہی نہیں، بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں کے ساتھ کیے گئے غیر معمولی معاہدے بھی ہیں، جس کی وجہ سے حکومت کے لیے توانائی کے شعبے کو مثبت انداز میں چلانا نہ صرف مشکل ہو چکا ہے بلکہ صارفین کے لیے بجلی کا استعمال بھی مہنگا ہے۔

پاکستان نے اس مسئلے کا متبادل شمسی توانائی ڈھونڈا، بلکہ اس پر تیزی سے عمل درآمد بھی کیا، جس کے نتیجے میں گھروں، کارخانوں، دکانوں اور زرعی شعبے میں سولر سسٹم کے استعمال میں نمایاں اضافہ بھی ہوا۔ حقیقی طور پر یہ تبدیلی مستقبل میں درآمدی ایندھن پر انحصار کم کرنے کا باعث بنے گی، لیکن ایسا جب بھی ممکن ہو سکے گا جب اس سلسلے میں واضح اور مستقل پالیسی بنائی جائے گی، کیونکہ پالیسی میں بار بار تبدیلی سے سرمایہ کاروں اور صارفین میں اعتماد سازی ممکن نہیں، جس کے مثبت کی بجائے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

اگر پاکستان کے معاشی بحران کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح نظر آئے گی کہ توانائی صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں، اس کے ساتھ ساتھ پانی کا بحران بھی ایک معاشی خطرہ ہے۔ پاکستان زرعی ملک ہے، اس کی زراعت کا بڑا حصہ دریائے سندھ کے نظام سے جڑا ہوا ہے، جبکہ موسمی تبدیلی، بارشوں کے غیر متوازن نظام، گلیشیئر کی ٹوٹ پھوٹ، زیرِ زمین پانی کے بے تحاشا استعمال اور پانی ذخیرہ کرنے کی محدود صلاحیتوں نے بھی مسائل کو پیچیدہ کر دیا ہے۔

کسی بھی زرعی ملک میں پانی کی قلت سے خوراک کی قیمت پر براہِ راست اثر پڑتا ہے، کیونکہ اگر کسان کو فصل کے لیے مناسب پانی میسر نہ ہو تو گندم، چاول، کپاس، گنا ہی نہیں، تمام فصلوں کی پیداوار متاثر ہوتی ہے، جس سے منڈیوں میں طلب کے مطابق رسد ممکن نہیں ہوتی، لہٰذا قیمتوں میں اضافہ بڑھ جاتا ہے۔ اسی لیے پانی بحران کو صرف ماحولیاتی مسئلہ سمجھنا غلط ہے۔ یہ خوراک، روزگار، برآمدات اور ملک کی تجارت کے لیے بھی نہ صرف مسئلہ ہے بلکہ اس سے ملک میں مجموعی معیشت کا بحران پیدا ہو جاتا ہے۔

لمحۂ فکریہ ہے کہ اگر پاکستان جیسے زرعی ملک میں عام آدمی کو مناسب قیمت پر آٹا نہ ملے تو یہ صرف پیداوار کی ناکامی نہیں بلکہ پالیسی اور انتظامی ناقص منصوبہ بندی کی نشاندہی ہے۔ گزشتہ چند برسوں میں گندم کی سرکاری خریداری، درآمد، ذخیرہ اندوزی، کسان کو ملنے والا معاوضہ اور بازار میں آٹے کی قیمت بار بار متنازعہ دکھائی دی، جس سے کسان اور صارف دونوں پریشان رہے۔ کسانوں کو شکایت ہے کہ انہیں ان کی محنت کے مطابق فصل کا مناسب معاوضہ نہیں ملتا، دوسری جانب عام آدمی مہنگا آٹا خریدنے پر مجبور رہا، جس کا مطلب ہے کہ نظام میں تبدیلی وقت کی ضرورت ہے، کیونکہ کسان ہی نہیں، صارف بھی مطمئن نہیں۔



مہنگائی ایک ایسا جن ہے کہ جس نے چند برسوں میں پاکستانی خاندانوں کی قوتِ خرید چھین لی ہے، کیونکہ مہنگائی میں اضافہ تو ہوا لیکن کسی کے ذرائع آمدن نہیں بڑھ سکے۔ حالانکہ مہنگائی کی شرح مختلف ادوار میں کم اور زیادہ ہوتی رہی، لیکن یہ حقیقت ہے کہ قیمتوں میں اضافے کا اثر کبھی بھی فوری طور پر ختم نہیں ہوتا۔ ویسے بھی مہنگائی میں کمی کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ اشیائے ضروریہ اپنی پرانی قیمتوں پر آ گئی، بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قیمتوں میں اضافے کی رفتار میں کچھ کمی ہوئی ہے۔

یہ بڑی دلچسپ صورتِ حال ہے، کیونکہ یہ فرق عام آدمی کے لیے بہت اہم ہے۔ اگر کسی چیز کی قیمت چند برسوں میں دگنی ہوگئی اور اس میں پھر

معمولی اضافہ ہو تو سرکاری اعداد و شمار میں مہنگائی کم نظر آتی ہے، حالانکہ عام خاندان پر پچھلے اضافے کا بوجھ جوں کا توں ہی رہتا ہے۔ اس لیے معاشی بحالی کا اصل پیمانہ صرف افراطِ زر کی شرح نہیں، بلکہ لوگوں کی حقیقی آمدنی اور قوتِ خرید ہونی چاہیے۔



پاکستان اور اس کی حکومتوں کے لیے ایک بڑی مشکل قرضوں اور مالی خسارے کا دباؤ ہے، جس کے باعث ہر سال ٹیکس آمدن بڑھانے، توانائی نقصانات میں کمی اور عالمی مالیاتی اداروں سے کیے گئے وعدے پورے کرنے کے لیے سخت اور غیر معمولی فیصلے کرنا پڑتے ہیں۔ لیکن ان فیصلوں کا بوجھ تنخواہ دار طبقے، چھوٹے کاروباری اداروں اور پہلے سے مہنگائی برداشت کرنے والے صارفین پر پڑے تو معاشی استحکام کی بجائے سماجی بے چینی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

لہٰذا پاکستان کو اس معاشی بحران کے خاتمے کے لیے ''وقتی ریلیف'' کی بجائے مستقل اور جامع اصلاحات کی ضرورت ہے۔ ایسی پالیسی اور منصوبہ بندی کی جائے کہ بجلی کی چوری میں کمی کے ساتھ سپلائی کے نقصانات میں بھی نہ صرف کمی ہو بلکہ قابلِ تجدید توانائی میں سرمایہ کاری کے مواقع پیدا ہوں، تاکہ تیل پر انحصار آہستہ آہستہ کم کیا جا سکے۔ اسی طرح زراعت کی ترقی اور کسانوں کی خوشحالی کے لیے پانی کے ذخائر میں اضافہ اور آب پاشی نظام کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا ہوگا۔ زرعی پیداوار میں گندم اور بنیادی فصلوں کے لیے شفاف پالیسی تشکیل دینا ہوگی، تاکہ ذخیرہ اندوزوں اور مصنوعی قلت پیدا کرنے والوں کے خلاف مؤثر کارروائی کر کے حقیقی کاشتکاروں کی سہولت کاری کے لیے ان کا

جائز محنتانہ ادا کیا جا سکے۔

حکومت اور پالیسی ساز ذمہ داروں کو یہ احساس بھی کرنا ہوگا کہ معاشی پالیسی صرف اعداد و شمار میں بہتر دکھائی نہ دے، بلکہ اس سے زرِ مبادلہ کے ذخائر میں بہتری آئے، مالی خسارے میں کمی ہو اور مہنگائی کی شرح نیچے آئے، تاکہ ایک عام متوسط گھرانہ بجلی کا بل اور بچوں کے تعلیمی اخراجات کی ادائیگی کے بعد مناسب راشن خریدنے کے قابل ہو سکے۔ اگر ایسا نہیں ہوتا تو حکمران سمجھ لیں کہ ابھی معاشی بحران کا خاتمہ ممکن نہیں ہو سکا۔

ہمیں جاننے کی ضرورت ہے کہ معیشت، توانائی، پانی اور خوراک کے بحران الگ الگ ہرگز نہیں، یہ سب ایک دوسرے سے نتھی ہیں۔ اس لیے مشترکہ اور جامع منصوبہ بندی بنائی جائے جو وقتی ہرگز نہ ہو۔ سستا اور قابلِ اعتماد ایندھن ہی زراعت اور صنعت کو مستحکم کرے گا، پانی کے بہتر انتظامات سے خوراک کی پیداوار بڑھائی جا سکتی ہے، اسی طرح مؤثر زرعی نظام ضروریاتِ زندگی کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے میں مدد دے سکتا ہے۔

اگر ذمہ داران مشترکہ حکمتِ عملی سے غیر معمولی حالات میں غیر معمولی پالیسی تشکیل دینے میں کامیاب ہو جائیں تو مہنگائی اور عام آدمی کے معاشی بوجھ کو کم کرنے میں کامیابی ضرور ملے گی۔ ہمیں ہر سال کسی بھی معاشی ''ریلیف پیکج'' کی تلاش سے باہر نکل کر مستقل ایسے انتظامات کرنے ہوں گے جس سے معاشی بحران کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کیا جا سکے۔ سخت اور غیر معمولی فیصلے ابتدائی طور پر قابلِ ہضم نہیں ہوتے، لیکن ان کے نتائج ایسے ضرور نکلتے ہیں کہ ہر کوئی مطمئن ہو جاتا ہے۔

پاکستان ترقی پذیر ملک ضرور ہے، لیکن اس کا مسئلہ مسائل سے زیادہ وسائل کا مؤثر استعمال ہے۔ ہمارے ہاں نہ باصلاحیت لوگوں کی کمی ہے اور نہ ہی جذبۂ حب الوطنی میں کوئی خامی ہے۔ تمام موسم، معدنیات اور قدرتی ذخائر بھی موجود ہیں۔ سورج کی روشنی، دریاؤں کا نظام، وسیع زرعی رقبہ، نوجوانوں کی بڑی افرادی قوت اور بڑی مقامی منڈیاں پاکستان کی طاقت ہیں۔

ضرورت صرف ایسی جامع اور طویل المدتی پالیسی کی ہے جسے منتخب ایوانوں کی ایسی حمایت حاصل ہو کہ اسے کوئی نئی حکومت من مرضی سے تبدیل نہ کر سکے، یعنی ''قومی معاشی پالیسی'' پر مصلحت پسندی کا وار کسی بھی صورت نہ چل سکے۔ اگر ایسا اجتماعی مفاد میں کر لیا گیا تو پاکستان کی معیشت، توانائی کا بحران نہ صرف ختم ہو جائے گا بلکہ تیل، پانی، آٹا اور مہنگائی کے بڑھتے مسائل پر بھی قابو پا لیا جائے گا۔